سیرہ وتاریخ :

آیت اللہ جعفر سبحانی

غزوۂ احزاب ۱

پیغمبر اکرمؐ نے ہجرت کے پانچویں سال مختلف غزوات کی قیادت فرمائی اور دشمن کی احتمالی سازشوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے مختلف علاقوں میں حفاظتی دستے بھی روانہ کئے۔ ہجرت کے پانچویں سال رونما ہونے والی بعض جنگوں کا ذکر حاضر خدمت ہے۔

غزوۂ دومۃ الجندل: ۲

مدینہ میں یہ اطلاع حاصل ہوئی کہ "دومتہ الجندل" میں ایک گروہ عام لوگوں اور مسافروں پر ظلم کررہا ہے اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ مدینہ کا محاصرہ کرکے یہاں لوٹ مار کا بازارگرم کردیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اس گروہ سے لوگوں کو بچانے کا فیصلہ کیا اور ہزار سپاہیوں کے ہمراہ وہ مدینہ سے باہر نکل پڑے۔ وہ رات کی تاریکی میں سفر اور دن میں آرام کیا کرتے تھے۔ دشمنوں کو رسول اکرمؐ کی روانگی اور ان کے منصوبے کا پتہ چل گیا لہذا وہ لوگ فوراً متفرق ہوگئے۔ پھر بھی پیغمبر اکرمؐ کچھ دنوں تک قیام پذیر رہے اور احتمالی سازشوں کی نابودی کے لئے حفاظتی وفد بھی روانہ کئے۔ ۲۰ ربیع الآخر کو انہوں نے مدینہ واپس آنے کا ارادہ کیا اور لوٹتے وقت انہوں نے قبیلۂ "فزار" کے ایک شخص کے ساتھ معاہدہ پر دستخط کئے اور قحط وخشک سالی میں مبتلا اس قبیلے کو مدینہ کی چراگاہوں کو استعمال کرنے کی اجازت بھی دیدی۔ ۳

غزوۂ خندق:

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا جاچکا ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال معاہدہ شکنی کی وجہ

سے پیغمبر اسلامؐ نے ''بنی النضیر'' نامی یہودی قبیلے کے لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا تھا اور ان لوگوں کی کچھ املاک بھی ضبط کر لی تھی۔مدینہ سے نکلنے کے بعد بنی النضیر قبیلے کے لوگوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہ گیا تھا کہ وہ خیبر نامی علاقے میں سکونت اختیار کر لیں یا شام کی طرف چلے جائیں۔پیغمبر اکرمؐ کا یہ انقلابی عمل اس مخصوص معاہدہ کے مطابق تھا جس پر طرفین پوری طرح راضی اور اپنی دستخط بھی کر چکے تھے۔ اسی انقلابی اقدام کی وجہ سے قبیلہ بنی نضیر کے سرداروں نے ایک منصوبہ بند سازش کے تحت مکہ جانے کا ارادہ کر لیا تا کہ وہ ''محمدؐ'' کے خلاف جنگ کرنے کے لئے قریش کی حوصلہ افزائی کر سکیں جس کی تفصیلی وضاحت حاضر خدمت ہے۔

عرب کی مشرک اور یہودی طاقتوں کو اس اسلام مخالف جنگ کے لئے پوری طرح آمادہ کیا گیا۔ان لوگوں نے ایک طاقتور فوجی جماعت تشکیل دی اور تقریباً ایک مہینے تک مدینہ کا محاصرہ جاری رکھا۔چونکہ اس جنگ میں مختلف گروپ اور پارٹیاں شامل تھیں اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے مدینہ کے اطراف میں خندق کھودی تھی اسی وجہ سے اس کو جنگ احزاب اور کبھی کبھی جنگ خندق کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ ''بنی النضیر'' اور ''بنی وائل'' نامی یہودی قبیلوں نے اس جنگ کی آگ کو بھڑکانے میں نمایاں کردار انجام دیا تھا۔قبیلہ بنی النضیر کے یہودیوں کو مسلمانوں کے ذریعہ جو گہری چوٹ لگی تھی وہ مدینہ سے ان لوگوں کا اخراج تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ خیبر کے علاقے میں آباد ہو گئے تھے۔بہر حال ان لوگوں نے اسلام کی نابودی کے لئے ایک حیرت انگیز اور منصوبہ بند سازش تیار کی اور مسلمانوں کو مختلف جماعتوں اور گروہوں کے خلاف ایسی جنگ ونبرد آزمائی کے لئے مجبور کر دیا جس کی مثال تاریخ عرب میں موجود نہ تھی۔

اس منصوبے میں متعدد عرب گروہ اور جماعتیں یہودیوں کی طرف سے فراہم کی گئی

اقتصادی اور مالی حمایت وسرپرستی سے مالامال تھیں اور ان لوگوں کو ہر طرح کے فوجی وسائل وامکانات بھی دستیاب تھے۔

منصوبہ یہ تھا کہ قبیلہ بنی النضیر کے کچھ سردار مثلاً سلام بن ابی الحقیق" اور "حی بن اخطب" نامی لوگ ایک وفد کے سربراہ کی حیثیت سے شہر مکہ میں داخل ہوئے اور سرداران قریش سے ملاقات وگفتگو کی۔ دوران گفتگو ان لوگوں نے کہا کہ محمد نے تمہیں اور ہم لوگوں کو نشانہ بنا رکھا۔ اور "بنی قینقاع" وبنی النضیر" قبیلے کے یہودیوں کو ترک وطن کے لئے مجبور کردیا۔ جماعت قریش سے وابستہ آپ بھی لوگ مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اپنے ہم معاہدہ قبیلوں سے مدد حاصل کیجئے۔ بنی قریظہ کے ۷۰۰ شمشیرزن یہودی مدینہ کے قریب موجود ہیں اور اشارہ ملتے ہی وہ سب آپ لوگوں کی مدد میں سرگرم ہوجائیں گے۔ قبیلہ بنی قریظہ کے لوگوں نے ظاہری اعتبار سے محمد کے ساتھ معاہدہ کررکھا ہے لیکن ہم لوگ انہیں اس بات کے لئے آمادہ کرلیں گے کہ وہ اس دفاعی معاہدہ کونظر انداز کرتے ہوئے تم لوگوں کے ساتھ رہیں۔[۶]

ان لوگوں کی لمبی لمبی باتوں سے سرداران قریش بہت متاثر ہوئے کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ ونبردآزمائی سے پوری طرح تھک چکے تھے۔ آخرکاران لوگوں نے یہودیوں کے اسلام دشمن منصوبے کوتسلیم کرتے ہوئے ان کی حمایت کرنے کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کردی لیکن اپنی موافقت ورضامندی کا اعلان کرنے سے پہلے ان لوگوں نے یہودی سرداروں سے پوچھا:

"تم لوگ اہل کتاب اور آسمانی کتابوں کے پیرو ہو اور حق وباطل کی شریعتوں سے بخوبی واقف اور دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرسکتے ہو۔ تم لوگوں کو اس بات کا بھی بخوبی علم ہوگا کہ ہم لوگوں کا "محمد" سے اس کے علاوہ کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کا دین وآئین ہمارے دین وآئین کے خلاف ہے۔ لہذا آپ لوگ سچ سچ بتائیں کہ ہم لوگوں کا دین بہتر ہے

یا ان کا دین جو وحدانیت و یکتا پرستی کی بنیادوں پر قائم ہے۔''؟

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ خود کو وحدانیت و یکتا پرستی کا علمبردار کہنے والا گروہ اس جاہل وناواقف جماعت کے سوال کا کیا جواب دیتا ہے۔ واضح رہے کہ ناواقف جماعت قریش نے ان لوگوں کو واقف کار و عالم جانتے ہوئے اپنے مسائل ان کے سامنے پیش کردیئے تھے۔ اور ان لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کرنا ان کی ذمہ داری تھی۔ لیکن ان لوگوں نے نہایت بے شرمی کے ساتھ جماعت قریش کو جواب دیا کہ آئین بت پرستی محمد کے دین و آئین سے بہتر ہے لہٰذا تم لوگوں کو اپنے مذہب پر ثابت قدم رہنا چاہیے اور ان کے دین کی طرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہیے۔''۵ے

ان لوگوں نے اپنے اس جواب سے نہ صرف یہ کہ اپنا دامن داغدار کرلیا بلکہ تاریخ یہودیت کے سیاہ چہرے کو اور زیادہ سیاہ اور بدنما بنادیا۔ ان کی یہ لغزش ایک ایسا ناقابل معافی گناہ ہے جس پر یہودی دانشور آج بھی گھبرے اور غیر معمولی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرائیل اپنی کتاب 'تاریخ یہودان و عربستان'' میں لکھتے ہیں:

''یہودیوں کے لئے ایسی غلطی کرنا ہرگز مناسب نہیں تھا چاہے قریش ان کے مطالبے کو رد کیوں نہ کردیتے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قطعی مناسب نہ تھی کہ یہودی قوم بت پرستوں کی آغوش میں پناہ حاصل کرے کیونکہ ان لوگوں کا یہ رویہ توراۃ کی تعلیمات کے برعکس ہے۔''۱ے

درحقیقت یہ وہ طریقہ کار ہے جس کو موجودہ مادیت پرست سیاسی ماہرین اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل و ترقی کے لئے استعمال کررہے ہیں۔ ان کا عقیدہ و ایمان ہے کہ مقصد کی تکمیل و ترقی کے لئے ہر جائز و ناجائز وسیلہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس مکتب فکر کے پرچمدار ''ماکیاول'' کہتا ہے کہ ''مقصد وسیلہ کی توجیہ کرتا ہے۔'' اور ان لوگوں کے مکتب فکر میں اخلاق وہ چیز ہے جو ان کے مقصد کو عملی رنگ و روپ عطا کرنے میں مدد کرے۔

قرآن اس ناپسندیدہ و تلخ واقعہ کے سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے: کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو جو کتاب سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور بت پرستوں کی تصدیق کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ یکتا پرست مومنین سے زیادہ نجات یافتہ ہیں۔'' ۷

ان نام نہاد عالموں کی بات ان بت پرستوں پر بہت اثر انداز ہوئی لہذا ان لوگوں نے یہودیوں کے ساتھ اپنی موافقت و رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد دو جماعتوں کے درمیان مدینہ کی طرف روانگی کا وقت بھی طے ہو گیا۔

جنگ کی آگ بھڑکانے والے غیر معمولی مسرت و شادمانی کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لائے اور نجد کی طرف چل پڑے تا کہ اسلام سے غیر معمولی عداوت رکھنے والے قبیلہ ''غطفان'' سے بھی ملاقات و گفتگو کر لیں۔ قبیلہ غطفان سے جڑے ہوئے '' خانوادہ بنی فزارہ، بنی مرہ اور بنی اشجع'' نے ان لوگوں کی درخواست قبول کر لی لیکن اس شرط کے ساتھ کامیابی حاصل ہونے کے بعد خیبر کے علاقہ کا ایک سال کا محصول انھیں دیدیا جائے گا۔ لیکن بات اسی جگہ ختم نہیں ہوئی بلکہ قریش نے اپنے ہم معاہدہ ''بنی سلیم'' اور غطفان نے اپنے ہم پیمان ''بنی اسد'' کے پاس مکتوب روانہ کرتے ہوئے انھیں بھی اس متحدہ فوجی محاذ میں شامل ہونے کی دعوت دیدی اور ان لوگوں نے اسلام کے خلاف اس متحدہ فوجی جماعت میں شامل ہونے کی بات مان لی اور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہ سبھی جماعتیں عربستان کے مختلف علاقوں سے ایک سیلاب کی طرح مدینہ کا محاصرہ کرنے اور اس پر فتح حاصل کرنے کے لئے امنڈ پڑیں۔ ۸

مسلمانوں کا اطلاعاتی نظام:

شہر مدینہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد پیغمبر اسلامؐ اپنے ماہر و معتمد افسران کو اپنے اطراف کے علاقوں میں برابر ارسال کیا کرتے تھے تا کہ وہ لوگ وہاں کی تازہ ترین صورتحال پر نگاہ رکھیں اور لوگوں میں رونما ہونے والے غیر اسلامی جوش و خروش سے بھی انھیں آگاہ

کرتے رہیں۔ چنانچہ اطلاعاتی جماعت سے وابستہ افراد و افسران نے یہ خبر دی کہ اسلام کے خلاف ایک طاقتور فوجی جماعت کی تشکیل عمل میں آچکی ہے اور اس متحدہ فوجی جماعت میں شامل لوگ وقت معینہ پر شہر مدینہ کا محاصرہ کرلیں گے۔ پیغمبرؐ نے فوری طور پر ایک دفاعی کاؤنسل کی تشکیل کردی تاکہ میدان احد میں تلخ تجربہ سے دوچار ہونے کے بعد وہ پوری ہوشیاری ومہارت سے کام لے سکیں۔ کچھ لوگوں نے قلعہ داری اور بلند مقامات پر محاذ آرائی کے ذریعہ دشمن کا مقابلہ کرنے کی بات رکھی اور یہ کہا مدینہ کے باہر جاکر دشمن کا مقابلہ کرنے سے بہتر یہی ہوگا کہ اونچے مقامات پر گھات لگا کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن یہ منصوبہ قطعی کافی نہ تھا کیونکہ ہزاروں اسلام دشمن فوجیوں کے سامنے قلعہ داری اور بلندی پر گھات لگانے والی ترکیب کارگر ثابت ہونے والی نہیں تھی لہٰذا دفاعی شوریٰ کو ایسی حکمت عملی درکار تھی کہ دشمن کی فوج مدینہ کے قریب نہ آسکے۔

سلمان فارسی ایران کے جنگی علوم وفنون سے بخوبی واقف تھے چنانچہ انھوں نے ان لوگوں سے بتایا کہ سرزمین ایران میں جب لوگوں کو دشمن کے خطرناک حملوں کا سامنا ہوتا تھا تو وہ شہر کے چاروں طرف گہری خندق کھود دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے دشمن کی پیش قدمی میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی۔ لہٰذا شہر کے چاروں طرف گہری خندق کا حصار قائم کرکے مدینہ کی طرف ان کی پیشروی کو روک دیا جائے اور خندق کے اطراف میں دفاعی چھاونیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ اطراف میں واقع پہاڑ کی اونچی چوٹیوں سے فوج دشمن پر سنگ باری اور تیر اندازی کی جائے تاکہ وہ لوگ خندق کو پار کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ ۹

سلمان فارسی کی یہ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوگئی اور ان کے دفاعی منصوبے نے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت میں موثر کردار ادا کیا۔ قابل توجہ بات یہ تھی کہ پیغمبر اکرمؐ نے دفاعی جماعت کے کچھ لوگوں کے ساتھ بذات خود کمزور علاقوں کا جائزہ لیا اور خود ہی خندق کی جگہ کی نشاندہی بھی کردی یہ طے پایا کہ ''احد'' سے لیکر ''راتج'' تک خندق کھودی جائے اور نظم

ضبط قائم رکھنے کے لئے ہر چالیس میٹر کے فاصلے پر دس دس سپاہی تعینات کر دیئے جائیں۔ خندق کھودنے کے لئے پہلا پھاوڑا خود پیغمبرؐ نے مارا اور اس طرح خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوگیا۔ وہ زمین کی کھدائی میں لگے ہوئے تھے اور حضرت علیؑ گڑھے سے مٹی نکالتے جارہے تھے۔ ان لوگوں کے چہرے اور پیشانی سے پسینہ جاری تھا اور پیغمبر باربار اپنی زبان سے یہ جملہ دہراتے جارہے تھے۔ ''لا عیش الا عیش الآخرہ اللھم اغفر الانصار المھاجرۃ۔ یعنی حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ پروردگار! مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔''

پیغمبرؐ نے اپنے اس عمل سے اسلامی منصوبے کی ایک جھلک پیش کردی اور اسلامی معاشرہ کو یہ بات بخوبی سمجھادی کہ جماعت کے سردار اور فوج کے سپہ سالار کو دیگر افراد کی طرح ایک دوسرے کے غم میں شریک رہنا چاہیے اور ہمیشہ اس بات کے لئے کوشاں رہنا چاہئے کہ لوگوں کے کندھوں پر زیادہ بوجھ نہ آنے پائے۔ خندق کی کھدائی میں پیغمبرؐ کی شرکت نے لوگوں کے جوش وخروش میں غیر معمولی اضافہ کردیا اور سبھی لوگ غیر معمولی لگن کے ساتھ اس کام میں ہمہ تن سرگرم ہوگئے یہاں تک کہ قبیلہ بنی قریظہ کے یہودیوں نے بھی، جو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرچکے تھے، اس دفاعی کام میں مسلمانوں کی مدد میں مصروف ہوگئے۔[۱۰]

اس زمانے کے مسلمان سازوسامان کے اعتبار سے حیرت انگیز ومشکلات مسائل سے دوچار تھے پھر بھی وہاں آباد لوگ سپاہیان اسلام کی مدد میں لگے ہوئے تھے۔ جب کبھی خندق کی کھدائی کے دوران کوئی چٹان آجاتی تھی تو پیغمبر بذات خود کھدائی میں لگ جاتے تھے اور لگاتار چوٹ کے ذریعہ بھاری پتھر کو چکنا چور کردیتے تھے۔

خندق کی لمبائی کا اندازہ اس کی کھدائی میں لگے ہوئے افراد کی تعداد سے کیا جاسکتا ہے۔ مشہور قول کے مطابق اس وقت مسلمانوں کی کل تعداد ۳۰۰۰ افراد پر مشتمل تھی[۱۱] یہ طے ہوا تھا کہ ۴۰ میٹر خندق کی کھدائی دس لوگوں کے ذمہ ہوگی۔ اس طرح کل لمبائی ۱۲۰۰۰ میٹر یعنی تقریباً ساڑھے پانچ کیلومیٹر ہوجائے گی۔ اس کے علاوہ خندق کی چوڑائی اتنی تھی کہ چابک

دست اور غیر معمولی مہارت رکھنے والے سوار بھی اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کو پار نہیں کر سکتے تھے۔فطری اندازہ کے بموجب خندق کی چوڑائی اور گہرائی بھی کم سے کم پانچ میٹر ہونی چاہیئے۔

سلمان کے بارے میں پیغمبرؐ کا مشہور جملہ:

خندق کی کھدائی کے لئے افراد کی تقسیم کے دوران انصار اور مہاجرین کے درمیان بحث چھڑ گئی۔دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ سلمان ہم لوگوں کے درمیان سے ہیں لہٰذا انھیں ہماری مدد کرنی چاہیئے اور خندق کی کھدائی میں ہمارا ساتھ دینا چاہیئے۔پیغمبر اکرمؐ نے انصار و مہاجرین کے جھگڑے کو ختم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"سلمان منا اهل البيت۔"[۲]

پیغمبرؐ شب و روز خندق کے قریب ہی موجود رہا کرتے تھے تاکہ اس کی کھدائی کا کام جلد از جلد پورا ہو جائے لیکن منافقوں کی جماعت کام میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لئے مختلف انواع بہانہ تراشیوں میں سرگرم تھی اور اکثر کسی اطلاع و اجازت کے بغیر یہ منافقین اپنے گھر چلے جایا کرتے تھے لیکن صاحبان ایمان افراد اٹل ارادے اور غیر معمولی حوصلے کے ساتھ خندق تیار کرنے میں لگے ہوئے تھے اور اگر انہیں کوئی ضرورت پیش آتی تو سپہ سالار سے اجازت لے کر جایا کرتے تھے اور ضرورت پوری ہوتے ہی دوبارہ اپنے کام میں لگ جاتے تھے۔سورۂ نور کی ۶۲ ویں اور ۶۳ ویں آیات میں اس واقعہ کی مکمل وضاحت موجود ہے۔

عرب و یہودی سپاہ کے ذریعہ مدینہ کا محاصرہ:

سپاہ عرب نے چیونٹی اور ٹڈی کی طرح اس گہری خندق کے قریب ہی پڑاؤ ڈال دیا جو ان کی آمد میں سے چھ روز قبل ہی تیار ہو چکی تھی۔ان لوگوں کا اندازہ تھا کہ کوہ احد کے دامن میں انہیں لشکر اسلام کا مقابلہ کرنا ہوگا لیکن احد کے علاقے میں داخل ہونے کے بعد بھی انھیں کوئی مسلمان سپاہی نظر نہ آیا۔میدان خالی پا کر وہ لوگ خندق کے قریب تک بڑھتے چلے آئے اور مدینہ کے اردگرد گہری خندق دیکھ کر وہ لوگ حیران رہ گئے۔وہ لوگ جیسا ختہ کہنے

لگے کہ "محمد" نے یہ جنگی تکنیک کسی ایرانی سے سیکھی ہے کیونکہ عربوں کو جنگ کا یہ ہنر بالکل نہیں معلوم۔

طرفین کی فوجی صلاحیت کا تجزیہ:

عربوں کی فوج میں ۱۰،۰۰۰ سے زیادہ فوجی موجود تھے اور ان کی تلواروں کی چمک سے خندق کے اس پار موجود لوگوں کی آنکھیں چکا چوند ہو رہی تھیں۔ مقریزی کا بیان ہے کہ تین سو گھوڑوں اور ڈیڑھ ہزار اونٹوں کے ساتھ تقریباً ۴۰۰۰ فوجی لشکر قریش میں شامل تھے اور ان لوگوں نے خندق کے قریب پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ اس کے علاوہ خانوادہ بنی سلیم، جو قریش کے ہم معاہدہ تھے، ۷۰۰ فوجیوں کے ساتھ "مرالظہران" میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ خانوادہ بنی فزارہ کے ۱۰۰۰ فوجی اور "بنی اشجع" و "بنی مرہ" کے چار چار سو فوجی اور دیگر خاندان کے ۳۵۰۰ افراد جن کی مجموعی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہ تھی، دوسری طرف خیمہ لگا رکھا تھا۔

دوسری طرف مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۳۰۰۰ سے زیادہ نہ تھی۔ پہاڑ کے دامن میں واقع "سلع" نامی اونچی چوٹی پر ان لوگوں کی دفاعی چھاؤنی تھی۔ اس جگہ سے نہ صرف خندق بلکہ اس کے باہر کا علاقہ بھی ان لوگوں کی دسترس میں تھا اور اس جگہ سے فوج دشمن کی نقل وحرکت اور ان کی جملہ سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جا سکتی تھی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس کام پر تعینات کیا گیا تھا کہ وہ خندق کی حفاظت اور اس جگہ پر ہونے والی نقل وحرکت پر نگاہ رکھیں چنانچہ یہ لوگ اپنے فطری محاذوں اور غیر فطری چھاؤنیوں سے اپنی دفاعی سرگرمیوں کی مدد سے دشمن کو خندق پار نہیں کرنے دیتے تھے۔ اور وہ سپاہ اسلام کے خلاف اپنی حملہ آورانہ سرگرمیوں میں پوری طرح ناکام تھے۔

مشرکین کی فوج تقریباً ایک مہینے تک خندق کے قریب پڑاؤ ڈالے رہی لیکن معدودے چند افراد کے علاوہ لوگ خندق پار نہ کر سکے۔ جیسے ہی وہ لوگ خندق پار کرنے کے

لئے آگے بڑھتے تھے بلندیوں پر تعینات دفاعی فوجیوں کی سنگ باری کی وجہ سے، جو موجودہ زمانہ کی گولا باری سے کم نہ تھی، ان لوگوں کو پیچھے ہٹنا پڑتا تھا۔ اس مدت کے دوران مسلمان، حملہ آور عرب فوجیوں کے ہمراہ دلکش داستان کے حامل رہے ہیں جن کا تذکرہ کتاب تاریخ میں باقاعدہ درج ہے۔ ۳۱

ٹھنڈک کا خطرہ اور خوراک وچارے کی کمی:

جنگ احزاب کے موقع پر سردی کا موسم قریب تھا۔ اس سال بارش کی کمی کی وجہ سے مدینہ واس کے اطراف میں قحط جیسی کیفیت نظر آرہی تھی اور دوسری طرف مشرکین کی سپاہ اپنے ساتھ کھانے پینے کا جو سامان لے کر آئی تھی وہ اتنا نہ تھا کہ وہ زیادہ دنوں تک اس علاقے میں قیام کرسکیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ وہ تقریباً ایک ماہ کی لمبی مدت خندق کے کنارے بسر کردیں گے بلکہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ ایک ہی حملے میں وہ تمام مسلمانوں پر مسلط ہوکر انھیں اپنی تلواروں سے پوری طرح نابود کرڈالیں گے۔

جنگ کی آگ بھڑکانے والے لوگوں (یہودیوں) کو کچھ دنوں بعد اس پریشانی کا احساس ہوا اور وہ بخوبی سمجھ گئے کہ گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ فوجی سپہ سالاروں کے ارادہ کی طاقت گھٹتی چلی جائے گی اور سردی میں اضافہ وچارا خوراکی سازوسامان کی قلت کی وجہ سے فوجیوں میں مقابلہ کی طاقت بھی باقی نہ رہ جائے گی لہٰذا ان لوگوں نے یہ سوچا کہ مدینہ کے اندر موجود قبیلہ بنی قریظہ سے مدد طلب کریں تاکہ جنگ کی آگ مدینہ کے اندر بھڑکائی جاسکے اور لشکر عرب کے لئے مدینہ کے اندر داخل ہونے کا راستہ بھی نکل آئے۔

حیی بن اخطب قلعہ بنی قریظہ میں داخل ہوتا ہے:

"بنی قریظہ" وہ تنہا یہودی قبیلہ تھا جو مدینہ میں مسلمانوں کے ہمراہ صلح وسلامتی کے ساتھ زندگی بسر کررہا تھا۔ اس قبیلے کے لوگوں نے "محمدؐ" کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کا باقاعدہ احترام کرنا اپنا فریضہ سمجھ رکھا تھا۔

اخطب کے بیٹے نے محسوس کیا کہ کامیابی کا واحد راستہ یہ ہے کہ سپاہ عرب کے لئے مدینہ کے اندر سے مدد حاصل کی جائے۔ اس نے قبیلہ بنی قریظہ کے لوگوں کو معاہدہ شکنی کی دعوت دی تاکہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان مدینہ کے اندر جنگ چھڑ جائے اور جب مسلمان داخلی جنگ میں سرگرم ہوجائیں تو مدینہ کے باہر حملے کی تاک میں لگی ہوئی سپاہ عرب مسلمانوں پر بڑی آسانی سے غلبہ حاصل کرلے۔ اس منصوبے کے ساتھ وہ قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچ گیا اور ان لوگوں کے سامنے اپنا تعارف پیش کیا۔ ''کعب'' قبیلہ بنی قریظہ کا سردار تھا۔ اس نے حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ نہ کھولیں۔ لیکن ابن اخطب نے بڑی عاجزی کے ساتھ اسے غیرت دلاتے ہوئے کہا۔'' اے کعب! تو اپنی روزی وروٹی کے ڈر کی وجہ سے دروازہ کھولنے سے منع کر رہا ہے۔'' اس کے اس جملے نے کعب کے جذبات کو برانگیختہ کردیا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دیا جائے۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور جنگ کی آگ کو شعلہ ور کرنے والا یہودی اپنے ہم مسلک ''کعب'' کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے کعب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''میں عزت وعظمت کی دنیا لیے ہوئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ قریش کے سردار، نامور عرب سپہ سالار اور غطفان کے امراء پورے جنگی سامان کے ساتھ ہم لوگوں کے مشترکہ دشمن ''محمد'' کو نابود کرنے کے لئے خندق کے اس پار فوجی پڑاوڈال رکھا ہے ان لوگوں نے ہم سے یہ وعدہ کررکھا ہے کہ محمد اور مسلمانوں کا قتل عام کیے بغیر یہ لوگ اپنے گھر واپس نہ جائیں گے۔''

کعب نے اس کو جواب دیتے ہوئے کہا۔'' خدا کی قسم! تو ذلت ورسوائی کی دنیا لئے ہوئے میرے پاس آیا ہے۔ میری نگاہوں میں سپاہ عرب کی حیثیت ان بادلوں جیسی ہے جو گرجتے تو ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ اے اخطب کے فرزند! اور اے جنگ کی آگ بھڑکانے والے! تو میرا پیچھا چھوڑدے۔ محمد کی اخلاقی فضیلتیں ایسی ہیں جن کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہم لوگ ان کے ساتھ کیے گئے معاہدہ کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔ ہم لوگوں نے ان کے اندر صدق

وصفا اور نیکی و پاکیزگی نفس کے علاوہ کچھ نہیں پایا۔ آخر ہم لوگ ان کے ساتھ خیانت کیسے کریں۔؟

ابن اخطب ایک ماہر چاپلوس کی طرح کعب کی خوشامد کرنے لگا اور اس کو اتنی دیر تک سبز باغ دکھاتا رہا کہ آخر کار کعب معاہدہ شکنی پر آمادہ ہوگیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر سپاہ عرب "محمد" پر غلبہ نہ حاصل کر سکی تو وہ خود بھی قلعہ کے اندر ان لوگوں کے ساتھ آجائے گا۔ کعب نے حئی کی موجودگی میں دیگر یہودی سرداروں کو طلب کیا اور ان سے مشورہ کرنا چاہا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس سلسلے میں آپ کی رائے حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ جو فیصلہ کریں گے ہم لوگ اسی فیصلے پر اٹل رہیں گے۔"[۱۴]

"زبیر باطا" نامی ایک بوڑھے یہودی نے کہا کہ" میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ آخری زمانہ میں سرزمین مکہ میں ایک پیغمبر کا ظہور ہوگا۔ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دین پوری دنیا پر چھا جائے گا۔ اور دنیا کی کوئی بھی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ اگر محمد وہی پیغمبر ہوئے تو یہ فوج ان کا مقابلہ نہ کر پائے گی اور نہ ان پر غلبہ حاصل کر پائے گی۔ فرزند اخطب نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ پیغمبر بنی اسرائیل سے ہوگا اور محمد تو اسماعیل کی اولاد میں ہیں اور مکر و جادو کے ذریعہ انھوں نے اپنے ارد گرد لوگوں کی ایک جماعت اکٹھا کر لی ہے۔ بہر حال فرزند اخطب نے ان لوگوں سے اتنی دیر تک گفتگو کی ان لوگوں نے معاہدہ شکنی کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اسکے بعد اس نے محمد اور ان لوگوں کے درمیان جو معاہدہ لکھا گیا تھا اسے طلب کیا اور ان لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اسے پھاڑتے ہوئے کہا۔ "معاملہ ختم ہوگیا۔ تم لوگ جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔"[۱۵]

حوالے:

۱۔ ابن ہشام نے اپنی کتاب میں اس غزوہ کی تاریخ ماہ شوال پانچویں ہجری لکھی ہے۔ غزوہ احزاب کے خاتمہ کی تاریخ ۲۴/ ذی القعدہ تھی اور محاصرہ کی مدت بھی تقریباً ایک ماہ رہی

ہے۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ جنگ ۲۴ شوال کو شروع ہوئی تھی۔

۲۔ دمشق کے قریب میں واقع ایک علاقہ کا نام ہے اور دونوں علاقوں کے درمیان موجود فاصلہ پانچ دون میں طے کیا جاتا تھا اور اس جگہ سے مدینہ کی دوری پندرہ دنوں میں طے کی جاتی تھی۔ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۴۴

۳۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص۔ ۴۴ اور سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۱۳

۴۔ مغازی واقدی جلد دوم ص ۔ ۴۴۱

۵۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۔ ۲۱۴، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۔ ۲۳۳

۶۔ حیات محمد، ص۔ ۲۹۷

۷۔ " الم ترا الی الذین... آمنوا سبیلا۔ " سورۂ نساء آیت ۵۱

۸۔ مغازی واقدی جلد ۲ ص ۔ ۴۴۳

۹۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۲۴

۱۰۔ مغازی جلد ۲ ص۔ ۴۴۵

۱۱۔ سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۲۰ ومغازی جلد ۲ ص۔ ۴۵۳

۱۲۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۳۸

۱۳۔ مغازی واقدی جلد ۲ ص۔ ۴۵۵۔۴۵۶

☆☆☆☆☆